قرآن کریم کی ایک برکت فرقان ہے جس سے ہم رمضان میں زیادہ حصّہ لے سکتے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ قرآن کریم اعتقادات کے لحاظ سے حق وصداقت اور باطل کے درمیان ایک نمایاں امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔

☆ جتنا جتنا تقویٰ تم حاصل کرو گے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے رموز تم پر کھولے گا۔

☆ بدی سے نفرت کرو لیکن بد سے نہیں۔

☆ قرآن کریم نے ایک فرقان یعنی امتیازی مقام مسلمان کو لیلۃ القدر میں دیا ہے۔

☆ آدمی جتنا جتنا روحانی طور پر بلند ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ خطرہ ہے کہ اگر وہ گرا تو اس کی ہڈی پسلی قیمہ کی طرح پس جائے گی۔

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (البقرہ:۱۸۶)

اس کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآن کریم کا رمضان کے مہینہ سے بڑا گہرا تعلق ہے قرآن کی اصولی برکات میں سے جو فرقان ہونے کی برکت ہے اس سے بھی اگر تم چاہو اور مجاہدہ کرو تو رمضان کے مہینہ میں زیادہ حصہ لے سکتے ہو فُرقان کے معنی ہیں وہ چیز جو حق و باطل میں ایک امتیاز پیدا کر دے قرآن کریم کے متعلق جب فرقان کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس کے یہ معنی لئے جاتے ہیں کہ یہ ایک کامل اور مکمل ہدایت ہے جو ہر غلط اعتقاد کی نشان دہی بھی کر رہی ہے اور ہر صحیح اعتقاد کی طرف راہ نمائی بھی کر رہی ہے اور اعتقادات کے لحاظ سے حق اور صداقت اور باطل کے درمیان ایک نمایاں امتیاز پیدا کر دیتی ہے اسی طرح یہ ایسی کامل شریعت ہے جو صدق اور کذب کے درمیان بڑے نمایاں طور پر ایک امتیاز پیدا کرتی ہے ایک سمجھدار کو سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ دکھا دیتی ہے اسی طرح جہاں تک اعمال کا تعلق ہے قرآنی تعلیم بتاتی ہے کہ کس قسم کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں صالح اور حمید ہیں اور کس قسم کے اعمال اور کون سے اعمال خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہیں اور چونکہ یہ ایک کامل اور مکمل ہدایت نامہ ہے اس لئے یہ کتاب بڑی تاثیروں کی مالک ہے اس کتاب سے پہلے بھی شریعتیں نازل ہوتی رہی ہیں لیکن اضافی طور پر قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ ناقص تھیں۔ جب انسان اپنی روحانی اور اخلاقی ترقی میں انتہائی مدارج تک پہنچ گیا اور انسان کی بحیثیت انسان استعدادِ روحانی اس قابل ہوگئی کہ وہ کامل شریعت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا سکے تو اس وقت قرآن کریم کا نزول ہوا اور اس نے ہر قسم کے غلط اور صحیح ، سچ اور جھوٹ ،

اعمال صالحہ اور ناپسندیدہ اعمال کے درمیان ایک فرق اور امتیاز پیدا کیا پہلی کتب گو اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل کتابیں تھیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جو حق و باطل میں ہر قسم کا امتیاز پیدا کرنے والی ہو اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہم سے یہ وعدہ کیا ہے۔

اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا (الانفال:۳۰) اگر تم اپنی راہ نمائی کے لئے قرآن کریم کو چنو گے اور پسند کرو گے اور اختیار کرو گے تو تمہیں بھی ایک امتیازی مقام دیا جائے گا اور تمہیں اللہ تعالیٰ حق و باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق دے گا اور قرآن کریم کی روحانی برکات کے طفیل تمہیں ایک نور عطا کیا جائے گا جو صحیح کو غلط سے اور ظلمت کو روشنی سے جدا کرتا چلا جائے گا اور تمہاری راہ کو سیدھا اور آسان کر دے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس روحانی تاثیر کے متعلق بہت کچھ لکھا اور فرمایا ہے لیکن میں نے اس موقعہ کے لئے ایک مختصر سا حوالہ لیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''پھر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اس کے روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اس میں محفوظ چلے آتے ہیں یعنی یہ کہ اس کی پیروی کرنے والے قبولیت الٰہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں اور مکالمات الٰہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں خدائے تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور انہیں محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں کی طرح ان کو مطلع فرماتا ہے اور اپنی تائید و نصرت کے نشانوں سے دوسری مخلوقات سے انہیں ممتاز کرتا ہے (یعنی ان کیلئے ایک فرقان بنا دیتا ہے) یہ بھی ایسا نشان ہے جو قیامت تک اُمتِ محمدیہ میں قائم رہے گا''۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات صفحہ ۲۲)

غرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ قرآن کریم میں بہت بڑی روحانی تاثیرات پائی جاتی ہیں اور تم اپنی زندگیوں کو قرآن کریم کی ہدایات کے مطابق ڈھالو اور ان احکام کے مطابق اپنی زندگی کے دن گزارو جو قرآن نے بتائے ہیں اس کے نتیجہ میں ایک طرف تو تمہاری عقل میں جلا پیدا ہو جائے گا اور دوسری طرف جتنا جتنا تقویٰ تم حاصل کرو گے جس قدر مقام قرب کو تم پا لو گے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے رموز تم پر کھولے گا اور تمہیں اپنا مقرب بنا لے گا وہ ایک امتیازی نشان تمہیں دے گا یہ ممتاز مقام ایک مسلمان کی زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتا ہے ایک مسلمان کی ہر حرکت اور سکون میں ہمیں ایک امتیاز نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر حرکت اور سکون کے متعلق ہماری راہ نمائی فرمائی ہے مثلاً

آپ نماز کیلئے آ رہے ہیں نماز کھڑی ہوگئی ہے اور آپ نے خیال کیا کہ پہلی رکعت آپ کو ملتی ہے یا نہیں اور آپ دوڑنا چاہتے ہیں اس وقت اسلام آپ کے کان میں یہ آواز دیتا ہے اَلْوَقَار اَلْوَقَار تم اپنے وقار کا خیال رکھو یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے جو میں نے دی ہے ورنہ ہر حرکت جو ہم کرتے ہیں اس کے متعلق ہمیں ایک ہدایت دی گئی ہے اس کے متعلق ہمیں ایک نور عطا کیا گیا ہے اسی طرح ہمارا سکون ہے یعنی حرکت کا نہ ہونا بعض دفعہ ہمیں حرکت نہیں کرنی ہوتی مثلاً مراقبہ ہے محاسبہ نفس ہے یہ گو ویسے بھی ہوسکتا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ انسان خالی الذہن ہو کر اور ہر قسم کے خیالات سے بچ کر تنہائی کے مقام پر جا کر ہی ظاہری سکون کی حالت میں ہوتا ہے اس کے اندر تو اپنی عاجزی اور خدا تعالیٰ کے غضب کے خوف کی وجہ سے اور اس کی محبت کے پالینے کے لئے ایک طوفان بپا ہوتا ہے لیکن دنیوی نقطہ نگاہ سے ہم اسے سکون کی حالت کہہ سکتے ہیں پھر انسان بولتا ہے بولنے یعنی نُطق کے متعلق اسلام نے ہمیں اتنی ہدایتیں دی ہیں کہ پہلی شریعتیں تو شاید اس کے ہزارویں حصہ تک بھی نہیں پہنچیں پھر ایک مسلمان جب خاموشی اختیار کرتا ہے یا جب اسے خاموشی اختیار کرنی چاہئے اس وقت وہ ہوائے نفس کے نتیجہ میں خاموشی اختیار نہیں کرتا بلکہ وہ اس لئے خاموش رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ خاموش رہو مثلاً قرآن کریم کا درس ہو رہا ہے نماز ہو رہی ہے تو خدا کہتا ہے کہ خاموش رہو مجلس میں لوگ بیٹھے ہوئے ہوں اور ان میں سے ایک شخص بات کر رہا ہو تو اسلام کہتا ہے کہ دوسرے سب لوگ اس کی بات سنیں یہ نہیں کہ ساری عورتیں اکٹھی بولنے لگیں یا سارے مرد اکٹھے بولنے لگیں غرض مرد اور عورت ہر دو کو یہ حکم ہے کہ دوسرے کی بات کو خاموشی سے سنو، ہر وقت بولنا، زیادہ بولنا، بے موقع بولنا اور بلاوجہ بولنا اسلام پسند نہیں کرتا اس نے ہزار قسم کی پابندیاں اس پر لگائی ہیں۔

پھر ہمارے اندر نفرت اور رغبت کا جذبہ پایا جاتا ہے یہ ایک طبعی چیز ہے لیکن اس چیز کو بھی اندھیروں میں بھٹکتا ہوا نہیں چھوڑا گیا بلکہ قرآن کریم نے ایک نور پیدا کیا اور کہا کہ کسی شے سے اس وجہ سے ان حالات میں اور اس حد تک تم نفرت کر سکتے ہو پھر اس نے یہ کہا ہے کہ بدی سے نفرت کرو لیکن یہ نہیں کہا کہ تم بد سے نفرت کرو یہ ایک بڑا باریک فرق اور باریک امتیاز ہے جو قرآن کریم نے پیدا کیا ہے پھر رغبت ہے ہمیں حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت دوستی اور اخوت کے تعلقات کو ہم نے قائم رکھنا ہے۔ پھر غصہ ہے غصہ انسان میں پایا جاتا ہے اور یہ ایک طبعی امر ہے بعض جگہ اس کا نکالنا ضروری ہے اور بعض

جگہ اس کا دبانا ضروری ہے جس طرح ایک گھوڑے کو لگام دی جاتی ہے اور وہ لگام اس کے سوار کے ہاتھ میں ہوتی ہے اسی طرح غصہ بھی انسان کے قابو میں ہونا چاہیئے اور اس کا اظہار صرف اس وقت ہونا چاہیئے اس کا اظہار صرف اس رنگ میں ہونا چاہیئے اس کا اظہار صرف اس حد تک ہونا چاہیئے جس کی اسلام نے اجازت دی ہے اور جہاں اس نے کہا ہے کہ غصہ کو روکو وہاں ہمیں کاظمین بن جانا چاہیئے ہمیں غصہ کو روکنا چاہیئے گویا اللہ تعالیٰ نے ایک نور یہاں بھی عطا کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ وہاں غصہ کا اظہار کرنا ہے اور یہاں اظہار نہیں کرنا اور یہ نور قرآن کریم کی ہدایت ہے اس کی روحانی تاثیرات ہیں جو انسان کو عقل اور فراست عطا کرتی ہیں۔

پھر غصہ کے مقابلہ میں خوشنودی ہے یہ بھی ہزار پابندیوں کے اندر ہے غرض ہمارے معاشرہ اور معیشت کے ہر پہلو کے متعلق اسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے اور ہر پہلو کے بعض حصوں کو ہمارے لئے منور کر دیا ہے تا کہ ہم انہیں اختیار کریں اور بعض پہلوؤں کو اس نے ظلمات میں چھوڑا ہے تا ہماری نظر بھی ان پر نہ پڑے اس نے ہمارے لئے ان پر اندھیرا کر دیا ہے اور یہ لازمی امر ہے کہ جو بات اندھیرے میں ہو گی وہ ہمیں نظر نہیں آئی گی ہماری توجہ اس کی طرف نہیں ہوگی اسلامی تعلیم میں تربیت یافتہ ذہن اس چیز کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا جو خدا اور اس کے رسول کو ناپسندیدہ ہو۔

پھر عزم و ہمت ہے بڑے بڑے ہمت والے دنیا میں پیدا ہوئے مگر ان کی ساری ہمتیں دنیا ہی میں صرف ہو گئیں انہوں نے فساد بپا کیا قتل و غارت کی راہوں کو اختیار کیا اور لعنتوں کا طوق اپنی گردن میں لئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ انسان نے ان کو بھلا دیا یا اگر اس نے یاد رکھا تو لعنت سے یاد رکھا۔ اس کے مقابلہ میں دین کے لئے بھی عزم اور ہمت کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کے قرب کے مقامات کے حصول کے لئے عزم اور ہمت کی ضرورت ہے بنی نوع سے ہمدردی اور خیر خواہی کے لئے عزم اور ہمت کی ضرورت ہے اسلام کی ہدایات پر صبر اور استقامت سے قائم رہنے کے لئے عزم اور ہمت کی ضرورت ہے۔ غرض جہاں جہاں ایک مسلمان کے لئے عزم اور ہمت کی ضرورت ہے قرآن کریم نے اس کی نشان دہی کر دی ہے اور جس غلط قسم کے عزم اور ہمت کے نتیجہ میں فساد پیدا کرنے سے اس نے ہمیں منع کر دیا ہے۔

پھر توجہ اور دعا ہے قرآن کریم نے اس کے متعلق بھی ہمیں بڑے لطیف پیرایہ میں ہدایات دی ہیں

لیکن لوگ ان ہدایتوں کو بھول جاتے ہیں اگر کوئی بات جو انہیں پسند ہو اور جس کے لئے انہوں نے دعا کی ہو وہ قبول نہ ہو یا کوئی چیز جو انہیں پسند ہو وہ انہیں نہ ملے تو ان کے دل میں شکوہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ان بے شمار نعمتوں کو بھول جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی دعا کے انہیں عطا کی ہیں قرآن کریم کہتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر اپنی زندگیوں کو گزارو دعا کے لئے بعض شرائط اس نے لگائی ہیں اس کے بعض طریق اس نے بتائے ہیں دعا کی حکمتیں اور فلسفہ اس نے ہمیں بتایا ہے جہاں اس نے یہ نہایت حسین اور انمول چیز ہمارے ہاتھ میں دی ہے وہاں اس نے ہمیں یہ بھی کہا ہے کہ خدا تعالیٰ خدا ہے نعوذ باللہ وہ تمہارا غلام نہیں جب وہ تمہاری بات مانتا ہے تو وہ تم پر احسان کرتا ہے اور جب وہ اپنی بات منواتا ہے تب بھی وہ تم پر احسان کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے تمہارے ساتھ دوستوں کا سا سلوک کیا ہے ورنہ کجا بندہ اور کجا خدا کا پیار اور دوستی۔ وہ اپنے نیک اور مقبول بندوں کو یہ نہیں کہتا کہ میں تمہاری بات اس لئے نہیں مانتا کہ میں تم سے دشمنی کر رہا ہوں بلکہ وہ انہیں تسلی دینے کے لئے کہتا ہے کہ دنیا کی دوستیوں میں بھی تو تم یہی دیکھتے ہو کہ کبھی دوست تمہاری بات مانتا ہے اور کبھی وہ اپنی بات منواتا ہے اگر میں نے تم سے اپنی بات منوالی ہے تو تم یہ سمجھو کہ میں نے ایک دوست کا سا پیار تمہیں دیا میں نے تم سے دوستانہ سلوک کیا ہے یعنی میرا جو انکار ہے وہ بھی میری دشمنی اور غصہ کی علامت نہیں غرض یہ ایک ایسا لطیف اور وسیع مضمون ایک ایسا نور جس نے دعا اور توجہ کی دنیا کو منور کر دیا ہے قرآن کریم نے ہمیں دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری زندگی کے ہر پہلو کے متعلق ہم نے ایک ایسی تعلیم دی ہے جس کو فرقان کہا جا سکتا ہے اگر تم اس تعلیم پر عمل کرو گے تو تم ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے جو اپنے غیر سے امتیاز رکھتے ہیں تمہاری ممتاز حیثیت ہوگی خدا کی نگاہ میں بھی اور انسان کی نگاہ میں بھی اپنوں کی نگاہ میں بھی اور غیروں کی نگاہ میں بھی تمہارا ظاہر اور باطن نور ہی نور ہو جائے گا اور یہ نور ہی ہے جو تمہیں تمہارے غیر سے ممتاز کرے گا۔

نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ (التحریم:۹) کے ایک معنی ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کہ چونکہ اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملنا ہے اس لئے اس نور کی وجہ سے جو قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارنے کے نتیجہ میں تم حاصل کرو گے ایک مسلسل ترقی کے دروازے تم پر کھلتے چلے جائیں گے اور یہ نور تمہارے اعمال نامہ میں بھی لکھا جائے گا، وہ نور بڑھتا جائے گا، تم دیکھو گے کہ ایک یہ نورانی کام کیا

ہے ایک یہ نورانی کام کیا ہے ایک یہ نورانی کام کیا ہے گویا ایک مثالی رنگ میں ہمیں بتایا ہے کہ نہ صرف تم اس دنیا میں اس نور کی اتباع کرتے ہوئے جو تمہارے آگے آگے پیدا کیا جائے گا تم آگے ہی آگے روحانی ترقیات کرتے جاؤ گے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تمہارا اعمال نامہ بھی چل رہا ہے اس میں بھی لکھا جا رہا ہے مطلب یہ کہ صرف اس دنیا میں ہی تمہیں اس کے مطابق جزا نہیں ملے گی، اس دنیا میں ہی تم اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے جلوے نہیں دیکھو گے بلکہ اُس دنیا میں بھی اپنے اس روحانی ارتقاء کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ خدا کی محبت کے جلووں کے حقدار قرار دیئے جاؤ گے، تمہارے اعمال نامہ میں یہ چیزیں ساتھ ہی ساتھ لکھی جائیں گی۔

قرآن کریم نے ایک فرقان یعنی امتیازی مقام مسلمان کو لَیْلَۃُ الْقَدَر میں دیا ہے اور اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اس کو تلاش کرو سارے بزرگ اس کے متعلق کہتے آئے ہیں ہماری جماعت کے خلفاء بھی جماعت کو غلط خیالات سے بچانے کے لئے اس کے متعلق بار بار توجہ دلاتے رہے ہیں میں بھی آج دوستوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ رمضان کے آخری عشرہ میں بعض ایسی گھڑیاں ہیں کہ سارا سال انسان جو بھی گناہ کرتا رہے ان میں ان کی معافی مل جاتی ہے ایک چور مثلاً یہ سمجھے گا کہ سارا سال چوری کرو، لوگوں کو لوٹو، حرام کھاؤ، بس اس گھڑی میں جا کر معافی مانگ لو جمعۃ الوداع میں دعا کر لو یا لیلۃ القدر (ظاہری شکل جو لوگوں نے بنائی ہوئی ہے اس کے مطابق رمضان کی ستائیسویں رات کو) کو بیدار رہ کر دعا کر لو یا رمضان کے آخری عشرہ کی دس راتیں جاگ لو تو سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

لَیْلَۃُ الْقَدَر تو تقدیر کی رات ہے اس دن اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میرا بندہ اس نور کے نتیجہ میں جو اس کے ساتھ تھا اور اس کے اعمال نامہ میں اس کا اندراج ہوتا چلا گیا تھا اپنی زندگی کا ایک باب ختم کر چکا ہے اب جیسا کہ امتحان میں ہر پرچہ کے نمبر ہوتے ہیں اس باب کے اس کو نمبر مل جاتے ہیں اور وہی اس کی لیلۃ القدر ہے اگر وہ فیل ہو گیا اگر اس کے لئے سارا سال ہی نور نہیں رہا اگر اس نور میں اس نے ترقی نہیں کی اگر اس نے خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو تلاش کرنے میں سستی اور غفلت سے کام لیا اگر اس کا اعمال نامہ خالی کا خالی پڑا ہے تو اس کے لئے ایک معنی میں لیلۃ القدر تو ہو گی مگر اس لیلۃ القدر میں یا جمعۃ الوداع میں یہ لکھا جائے گا کہ اس بندہ کو خدا تعالیٰ کا نور حاصل کرنے کے مواقع دیئے گئے مگر اس

نے ان سے فائدہ نہیں اُٹھایا اس لئے آج اگر یہ مرجائے تو یہ جہنم میں پھینک دیا جائے پس اس کی لیلۃ القدر تو ہوگی اس کی تقدیر کا اس دن فیصلہ تو ہو گیا مگر وہ فیصلہ خوشکن فیصلہ نہیں وہ پاس ہونے کا فیصلہ نہیں وہ خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کا فیصلہ نہیں وہ خدا تعالیٰ کے نور سے منور ہونے کا فیصلہ نہیں کیونکہ اعمال نامہ اس کا خالی پڑا ہے نور تھا ہی نہیں کہ اعمال نامہ میں اس کا اندراج کیا جاتا پس لیلۃ القدر کے یہ معنی نہیں جو لوگوں نے سمجھ رکھے ہیں بلکہ لیلۃ القدر کے یہ معنی ہیں کہ اس دن زندگی کا ایک باب ختم ہوا اور ایک نیا باب شروع ہوا۔

پھر چونکہ خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں ختم نہیں ہوں گی اس لئے اگر کوئی انسان چاہے کتنے ہی مقامات قرب حاصل کر لے تب بھی اس کے آگے بے شمار مقامات قرب ہیں جن کو وہ حاصل کرسکتا ہے لیلۃ القدر پر اس کی زندگی کا ایک باب ختم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے آج اس کی تقدیر کا فیصلہ کر دو کہ اس کی سال بھر کی خلوص نیت سے کی ہوئی عبادتوں اور اطاعتوں اور اسلام (اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) یعنی فرمانبرداری کے مظاہروں کا آج میں خاص طور پر انعام دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس لیلۃ القدر میں اپنے بعض بندوں کو خاص انوار سے نوازتا ہے اور بعض کو عام انوار سے (جو معمول سے زیادہ ہوتے ہیں) نوازتا ہے اور انکو کہتا ہے کہ پہلی لینڈنگ (Landing) (اگر کسی عمارت میں کئی منزلوں تک سیڑھیاں چڑھ رہی ہوں تو ایک جگہ آ کر ایک حصہ سیڑھیوں کا ختم ہو جاتا ہے اور ایک نیا سلسلہ شروع ہوتا ہے) تم پہنچ گئے کچھ رفعتوں کو تم نے حاصل کرلیا ہے اب ایک باب تمہاری زندگی کا ختم ہو گیا ہے نیا باب اس عزم اور ہمت اور دعا اور توجہ سے شروع کرو کہ سال گزرنے کے بعد ہم اس سے بلند مقام پر ہوں گے نیچے نہیں گریں گے اور نہ ہی موجودہ جگہ پر ٹھہریں گے پھر یہ باب بھی ختم ہو جاتا ہے پھر اگلا باب شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ اعمال نامہ کی کتاب کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ہمیں ہدایت دی گئی ہے کہ پہلے دن سے آخری دن تک یہ دعا کرتے رہو کہ اے خدا! ہمارا انجام بخیر ہو کیونکہ ایک شخص اپنی زندگی کے ایک حصہ میں جتنا جتنا روحانی طور پر بلند ہوتا ہے اتنا ہی اس کے لئے زیادہ خطرہ ہے کہ اگر وہ گرا تو اس کی ہڈی پسلی قیمہ کی طرح پس جائے گی پانچ فٹ کی بلندی سے کوئی گرے تو اسے تھوڑی چوٹ لگتی ہے لیکن اگر کوئی چار منزلوں کی بلندی سے گرے تو اس کے لئے بچنا مشکل ہو جاتا ہے پس جہاں انسان کے لئے رفعتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور مقامات قرب اسے عطا کئے جاتے ہیں وہاں

اس کو برے انجام سے ڈرایا بھی جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ انجام بخیر کی دعا کرو کیونکہ اگر کسی وقت بھی شیطان کا حملہ تم پر کامیاب ہو گیا تو تمہیں زیادہ خطرہ ہے تم خدا تعالیٰ کی لعنت اور غضب کے نیچے دوسروں کی نسبت زیادہ آؤ گے۔ جو لوگ دین العجائز اختیار کرتے ہیں آپ مشاہدہ کریں گے کہ ان میں سے بھاری اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے کہ شیطان ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا وہ سمجھتا ہے کہ ابھی بہت تھوڑا پیار اللہ تعالیٰ کا انہوں نے حاصل کیا ہے ابھی یہ نچلے درجہ میں ہیں اگر میں انہیں جھنجھوڑوں تو اس کا کیا فائدہ ہوگا گو شیطان چھیڑتا تو ان لوگوں کو بھی ہے لیکن ان میں سے اکثر دین العجائز اختیار کرنے کی وجہ سے بچ جاتے ہیں مگر جتنا جتنا کوئی بلند ہوتا ہے اتنا ہی بلعم باعور بننے کا خطرہ اس کیلئے پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی بیسیوں نہیں سینکڑوں مثالیں ہیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی ہمیں اس کی مثال ملتی ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کے قرب کا مقام بھی اور رسول کریم ﷺ کی محبت پیار اور قرب کا مقام بھی حاصل کیا لیکن بعد میں ٹھوکر لگی اور کہیں سے کہیں گر گیا غرض زندگی کا ایک باب لیلۃ القدر کو ختم ہوتا ہے پھر خدا کہتا ہے دعا کرو کہ آئندہ باب زندگی کا جب ختم ہو تو اس سے اچھا نتیجہ نکلے تم میری نگاہ میں میرے زیادہ پیار کے مستحق قرار پاؤ اور وہ لیلۃ القدر تمہارے لئے انفرادی طور پر اس سے بہتر لیلۃ القدر بن جائے اور دعا کرتے رہو کہ انجام بخیر ہو اور جب یہ کتاب بند ہو تو اس کے آخر میں یہی لکھا جائے کہ خدا کا پیارا بندہ خدا کی گود میں چلا گیا یہ نہ لکھا جائے کہ خدا نے اس بندہ سے ایک حد تک پیار تو کیا اور ایک حد تک محبت کا سلوک کیا مگر اس بندہ نے خدا کے پیار اور محبت کے سلوک کی قدر نہ کی۔ تب وہ خدا کی نگاہ سے دھتکارا گیا اور شیطان کی گود میں پھینک دیا گیا اس واسطے جہاں لیلۃ القدر کی تلاش کرو وہاں انجام بخیر ہونے کی دعائیں ہمیشہ کرتے رہو اور لیلۃ القدر یا کسی اور گھڑی کے غلط معنے لے کر جو نورانی نہیں ظلماتی ہوں اپنی زندگیوں کو اور اپنی نسلوں کو ہلاک کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ہلاکت سے اپنے کو بھی بچاؤ اور اپنوں کو بھی بچاؤ اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی بچاؤ۔

خدا تعالیٰ ''اسلام'' کا تقاضا کرتا ہے خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر میرے حضور میں حاضر ہو جاؤ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم نیکی کی توفیق نہیں پا سکتے اگر میرا فضل نہ ہو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اس کتاب میں ہدایت کے سامان بھی ہیں اور حکمت کے سمندر بھی ہم نے اس کتاب میں بند کر دیئے گئے ہیں اور اسے فرقان بنایا ہے اس پر چل کر اور اس پر عمل کر کے تم خدا کی

نگاہ میں ایک ممتاز مقام تو حاصل کر سکتے ہو لیکن میرے فضل کے بغیر اس مقام کا حاصل کرنا ممکن نہیں اس لئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہے اور اپنے بندہ کو وہ جو بنانا چاہتا ہے اس کی نگاہ میں ہم وہی بن جائیں اور ایک دفعہ اس کی محبت اور اس کا پیار حاصل کرنے کے بعد کبھی اس کے غضب کی نگاہ ہم پر نہ پڑے یہاں تک کہ ہم اس زندگی سے گزر جائیں اور ابتلاء اور امتحان کا دروازہ جو ہے وہ بند ہو جائے اور ابدی جزا اور ابدی محبت اور ابدی پیار کا زمانہ ہمارے لئے شروع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر فضل کرے۔ (آمین)

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۵؍جنوری ۱۹۶۸ء صفحہ ۱ تا ۴)